رسالہ ’’آہنگ‘‘ اور کلام حیدری

شگفتہ یاسمین
ریسرچ اسکالر۔شعبہ اردو۔پٹنہ یونیورسٹی

ملخص

کلام حیدری کی زندگی ادب اور صحافت کی سرگرمیوں میں گزری۔وہ ایک ناموراافسانہ نگار، بے باک صحافی، مبصر اور مترجم ہیں۔کلام حیدری کی پیدائش انیس سوتیس میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد پٹنہ مسلم ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔بی اے آنرز کراچی کالج سے کیا۔سن انیس سو باون میں پٹنہ کالج سے ایم اے کیا۔انیس سو بانوے میں پورینہ کالج میں اردو کے لیکچرار ہوئے۔انیس سواٹھاون عیسوی تک کالج میں درس وتدریس میں لگے رہے استعفی کے بعد وہ تجارت میں لگ گئے۔

کلام حیدری اپنی صحافتی زندگی میں کئی رسالوں سے وابستہ رہے۔جن میں مورچہ نغمہ و نور آہنگ وغیرہ ہیں۔کلام حیدری نے جب اردو صحافت میں قدم رکھا تو بہار میں اردو کے متعدد رسالے واخبار شائع ہو رہے تھے۔کلام حیدری کے سامنے کئی رسالے نکلے اور بند ہوئے انہوں نے جن رسالے میں اپنی خدمات پیش کیں وہ ایک طویل مدت تک نکلتا رہا۔

رسالہ آہنگ 1964 میں گیا سے جاری ہوا اور ایک طویل مدت تک آہنگ کی اشاعت جاری رہی۔کلام حیدری نے جب اس کی شروعات کی تو ابتدا میں تخلیقات زیادہ شائع ہوتی تھیں۔تحقیقی مضامین دو سے تین ہوتے تھے۔کئی سالوں بعد تحقیقی مضامین کی تعداد بڑھی کلام حیدری کے عہد میں ہی اردو زبان کے چاہنے والوں میں کمی آنے لگی تھی۔ان کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اردو زبان کے مستقبل پر ہراساں ہیں

☆☆☆☆☆

کلام حیدری نے اردو زبان کے فروغ کے لیے،اس کو بچانے کے لیے کئی اہم کارنامے انجام دیے۔انہوں نے تعلیم نسواں کے فروغ کے لئے دو اردو گرلس کالج کو قائم کیا تاکہ لڑکیاں تعلیم سے آراستہ ہوں۔انہوں نے ادب وصحافت میں قدم رکھا تو اردو کوفروغ دینا ان کا مقصد تھا۔وہ کوششیں کرتے رہے،محنت کرتے رہے،اورانہوں نے ایک سچے ادیب، ایک بے باک صحافی کا حق ادا کیا۔اردو اور صحافت کی موجودہ حالت کودیکھ کے جوانہیں مایوسی حاصل ہوئی تواس کااظہار یوں کرتے ہیں۔

> ''ہندوستان میں اردو کا جو حال ہے اس سے اگر اردوصحافت اور ادب متاثر ہے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔اردواخبارات ڈھڑادھڑ بند ہورہے ہیں۔ادبی رسائل یا تو بند ہو چکے ہیں یا پابندی سے نہیں نکل رہے ہیں۔ایسے میں اگر ہم یہ شکایت کریں کہ اردو ادیب لکھے نہیں رہا ہے تو شاید ہم حق بجانب نہ ہونگے۔اگر پڑھنے والے دن بدن گھٹتے ہیں، اشاعت کے امکانات اور مواقع ختم ہوتے جائیں تو ادیب کیوں لکھے گا کس کے لئے لکھے گا۔
> ہم ایک بار پھر اردو کی انجمنوں سے درخواست کررہے ہیں کہ خدا کے لئے اردو پڑھنے والوں کی کم ہوتی ہوئی تعداد کوروکیے،اور اردو پڑھنے والوں کی تعداد بڑھایئے۔سرکاری انعامات،اکیڈمیوں اور بورڈ میں الجھ کر نہ رہ جایئے۔خدارا اصل مسئلے کو سمجھیے۔اردو زبان کی بقاء آج ہندوستان میں اردو والوں کے لئے اصلی مسئلہ ہے۔اردو ادب کی ترقی کا مسئلہ اس کے بعد آتا ہے۔''

مزامیر مصنف کلام حیدری،صفحہ نمبر نمبر 56،57 مرتبہ نوشابہ حق،دی کلچرل اکیڈمی جگ جیون روڈ

مذکورہ بالا اقتباس میں کلام حیدری اردو کے لیے کس قدر بے چین نظر آرہے ہیں۔کلام حیدری کے اداری "مزامیر" کے مطالعہ سے ان کی اردو دوستی , قومی محبت،صحافتی سرگرمی کا علم ہوتا ہے۔کلام حیدری کے کئی اداریوں میں اردو زبان اور اردو صحافت کے لیے فکر دیکھنے کو ملتی ہے۔وہ خود اردو ادب وصحافت سے جڑے رہے

ہیں ۔انہیں اردو کے مستقبل سے شناسائی تھی کی آنے والے وقت میں کیا ہوگا۔کئی رسالوں کی ادارت کرتے ہوئے انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ اس قدر محنت کرنے کے بعد بھی صحافیوں کو کامیابی حاصل نہیں ہو پا رہی ہے رسالہ آہنگ وہ مدتوں نکالتے رہے لیکن قارئین کی تعداد جس قدر بڑھی چاہیے نہیں بڑھی۔انہیں اپنی صحافتی زندگی میں کامیابی حاصل ہوئی۔لیکن جس قدر انہوں نے محنت کی محنت کے مقابلے میں وہ کامیابی بہت چھوٹی تھی۔

کلام حیدری کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس تھا انہیں اپنی باتیں قارئین تک پہنچانے کی فکر تھی سو وہ اس کام میں لگے رہے۔اردو ادب وصحافت کو اپنی خدمات پیش کرتے رہے۔ جہاں انہیں نہ ستائش کی تمنا تھی، نہ صلے کی فکر، بس اردو کے فروغ کے لئے ، اردو صحافت کے فروغ کے لئے جدو جہد کرتے رہے کلام حیدری ایک اداریہ میں لکھتے ہیں۔

> ''اردو کا ادبی ماہنامہ نکالنا اور نکالتے رہنا کٹھن کام ہے۔اس میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں، مگر تفصیل میں جائیے تو اس کی صرف یہی ایک وجہ نہیں ہے کہ ادبی رسائل کا بازار سرد ہے۔لوگ بد ذوق ہو گئے ہیں۔ اردو پڑھنے والے تعداد کے لحاظ سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔اس لیے کہ اگر صرف یہی ایک وجہ ہوتی تو آج سے بیس پچیس، تیس سال قبل شائع ہونے والے اردو رسائل کی تعداد اشاعت ہزاروں ہوتی۔''

مزامیر مصنف کلام حیدری ص نمبر 14

کلام حیدری ایک ادیب ایک صحافی کی حیثیت سے اپنا کام انجام دیتے وقت یہ جان چکے تھے کہ سچ بولنا اس دور میں کتنا مشکل ہو چکا ہے۔ایک ادیب ایک صحافی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ سچ کا ترجمان ہو۔ادب ہو یا صحافت دونوں کے لئے حقیقت نگاری ضروری ہے۔کلام حیدری نے ادب اور صحافت دونوں کے لئے حقیقت نگاری کو اپنایا۔لیکن انہیں جلد ہی احساس ہو گیا کہ انسان اس دور میں سچ بول کر کیا کچھ گنواتا ہے۔یہ احساس تو انہیں ضرور ہوا لیکن انہوں نے ادب اور صحافت دونوں کے لئے حقیقت نگاری کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا۔اور آخر وقت تک سچ پر قائم رہے ان کے ایک اداریہ سے چند لائنیں ملاحظہ فرمائیں۔۔

> ''ادیب اور خالق پر کیسا کیسا وقت آن پڑتا ہے . فنکار کو ایک سچ بولنے کے لئے کتنی چیزیں تیاگ دینی پڑتی ہیں۔کتنے فائدے، کتنی کامیابیاں، بس سچ کے لئے ، صرف فنکاری کے لئے۔

آج اردو کے ادیب کے لیے اور بھی مشکل ہو گیا ہے کیونکہ اردو کے لیے سچ بولنے والے خطابات اور دہش سے تولے جا رہے ہیں۔کون سچ بولے گا؟ کون خاموشی کو آرٹ بنائے گا؟

اے مستقبل یاد رکھنا

اے حال گواہ رہنا۔

ہماری زبان قتل ہوتی رہی؟ مگر ہم نے سچ بولنا نہیں چھوڑا قلم سے وفا داری سے بڑی وفاداری ہم نے قبول نہیں کی۔''

مزامیر مصنف کلام حیدری صفحہ نمبر 69

رسالہ آہنگ گیا سے نکلنے والا ایک مقبول رسالہ ہے۔کلام حیدری نے اسے 1964 میں گیا سے جاری کیا تھا۔ رسالہ آہنگ جس میں تحقیقی مضامین، تبصرے، غزلیں، نظمیں شامل کی جاتی ہیں۔آہنگ کی ابتدائی اشاعت میں تحقیقی مضامین کی تعداد مختصر اور تخلیقی مضامین کے حصے زیادہ ہوتے تھے۔جن میں نمائندہ شعراء ادباء کے افسانے اور غزلیں نظمیں پیش کی جاتی تھیں۔

آہنگ کو ایک طویل عرصے کے بعد جا کر کامیابی حاصل ہوئی دراصل اردو رسالوں کو یا تو بہت عرصے بعد ترقی ملتی ہے یا پھر کچھ عرصے کے بعد اسے بند کرنا پڑتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ معاشی پریشانیاں اور لوگوں کی اردو زبان سے دوری ہے۔رسالے تو نکلتے ہیں لیکن ان کا خریدار کوئی بننا نہیں چاہتا آہنگ کو بھی بڑی جدوجہد کے بعد مقبولیت حاصل ہوئی۔جب یہ 1964 میں جاری ہوا تو اس کی قیمت 2 روپے تھی۔1986 میں یعنی 22 سال بعد اس کی قیمت محض تین روپے فی شمار ہوئی۔جب تک رسالوں کے خریدار نہیں بنیں گے تب تک اس کی قیمت میں بھی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔جب تک رسالوں سے رسالہ کی اشاعت کا خرچہ نہیں نکلے گا تب تک زیادہ عرصے تک اس کی اشاعت ممکن نہیں۔آہنگ اپنے عہد کا ایک معیاری رسالہ ہے لیکن اسے اس کے معیار کے حساب سے پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔کلام حیدری آہنگ کے اداریہ میں لکھتے ہیں۔

''ہم اردو رسائل کے مستقبل کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں۔اور نہ اردو والوں کے لیے یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ ایسی خوش فہمی میں مبتلا ہوں۔کیوں کہ جس ملک میں خود زبان کا مستقبل محفوظ نہ لگے وہاں جریدوں اور رسائل کا کیا ذکر۔''

رسالہ آہنگ صفحہ نمبر 2 دو اکتوبر 1986 مدیر کلام حیدری

اسی صفحے پر وہ آگے لکھتے ہیں۔

''آج فوٹو آفسیٹ پر ایک دو رسالہ، چند بڑے اشاعتی اداروں سے آفسیٹ پر چھاپی گیی کتابیں مختلف سرکاری اکیڈمیوں سے ادیبوں شاعروں کو کتابیں چھاپنے کے لیے جزوی مالی تعاون، کتابوں پر بچوں کی طرح مٹھائی کھانے کے لئے رقوم بنام انعام۔۔کیا یہ باتیں کسی زندہ زبان کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ہیں ہیں۔''

کلام حیدری کی یہ مایوسی بجا تھی۔انہوں نے ایک طویل مدت اردو زبان کی ترقی و بلندی کے لیے گزار دی۔اور اردو صحافت میں جدو جہد کرتے رہے کہ آئندہ اس کا مستقبل بہتر ہو سکے۔لیکن لوگوں کی دلچسپی اور رسائل کے حالات اس قدر مایوس کن تھے کہ ان کی خوش فہمی اس سلسلے میں ختم ہو چکی تھی۔اردو کے حالات سے انہیں واقفیت تھی۔اردو زبان کی طرف لوگوں کی بے توجہی دیکھ چکے تھے۔سرکاری اکیڈمیوں سے ملنے والے مالی تعاون سے نالاں تھے۔

رسالہ آہنگ کے ذریعے انہوں نے طلباء و طالبات کی ادبی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کی اور نہایت کم قیمت پر تحقیقی و تخلیقی مضامین دستیاب کیا۔ اپنی صحافت میں تجارت کا عنصر شامل نہیں ہونے دیا کیونکہ انہوں نے یہ رسالہ قارئین اور طلباء کی ادبی ضرورتوں کے مدنظر نکالا تھا اور اس کی قیمت بہت ہی کم رکھی تھی تا کہ طلباء و طالبات اپنی ضرورتوں کو با آسانی سمجھ سکیں ایک لمبے عرصے تک آہنگ نے اردو دنیا میں اپنی نمائندگی دکھائی۔رسالہ آہنگ کی ادبی خصوصیات کا اندازہ گوپی چند نارنگ کے خط سے لگایا جا سکتا ہے۔

گوپی چند نارنگ دہلی

برادرم کلام حیدری صاحب۔تسلیم

آھنگ کا تازہ شمارہ ملا ممنون فرمایا۔اس قدر اچھا نمبر آپ ہی نکال سکتے تھے۔یہاں جس جس نے دیکھا وہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔آپ کو ضخامت بھی بڑھانی پڑی جس کے لیے اور بھی شکر گزار ہوں۔شکریہ کا خط اس لیے نہیں لکھ رہا ہوں کہ یہ سیمینار/ ورکشاپ میں نے کرایا تھا۔اگر کسی اور نے بھی کرایا ہوتا اور کسی بھی معنی خیز ادبی اجتماع کے لئے اب ایسا یادگار اور بحث انگیز نمبر نکالتے تو

میں اسی طرح آپ کے خلوص کی داد دیتا۔اگرچہ اس میں مجھ پر بھی تنقید کی گئی ہے لیکن وہ نیک نیتی پر مبنی ہے۔ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کیجیے جنہوں نے اس نمبر کے لئے آپ کے ساتھ تعاون کیا اور انٹرویو دیے۔‘‘

رسالہ آہنگ صفحہ نمبر 56 کلام حیدری نومبر 1985 ہند لیتھو پریس گیا، بہار۔

کلام حیدری نے رسالہ آہنگ کے ذریعے مختلف شخصیات پر خصوصی شمارے نکالے۔اردو دنیا کے مختلف سرگرمیوں سے سے اردو کے قارئین کو روشناس کرایا۔بلاشبہ ان کا شمار اردو کے ممتاز صحافیوں میں کیا جا سکتا ہے۔